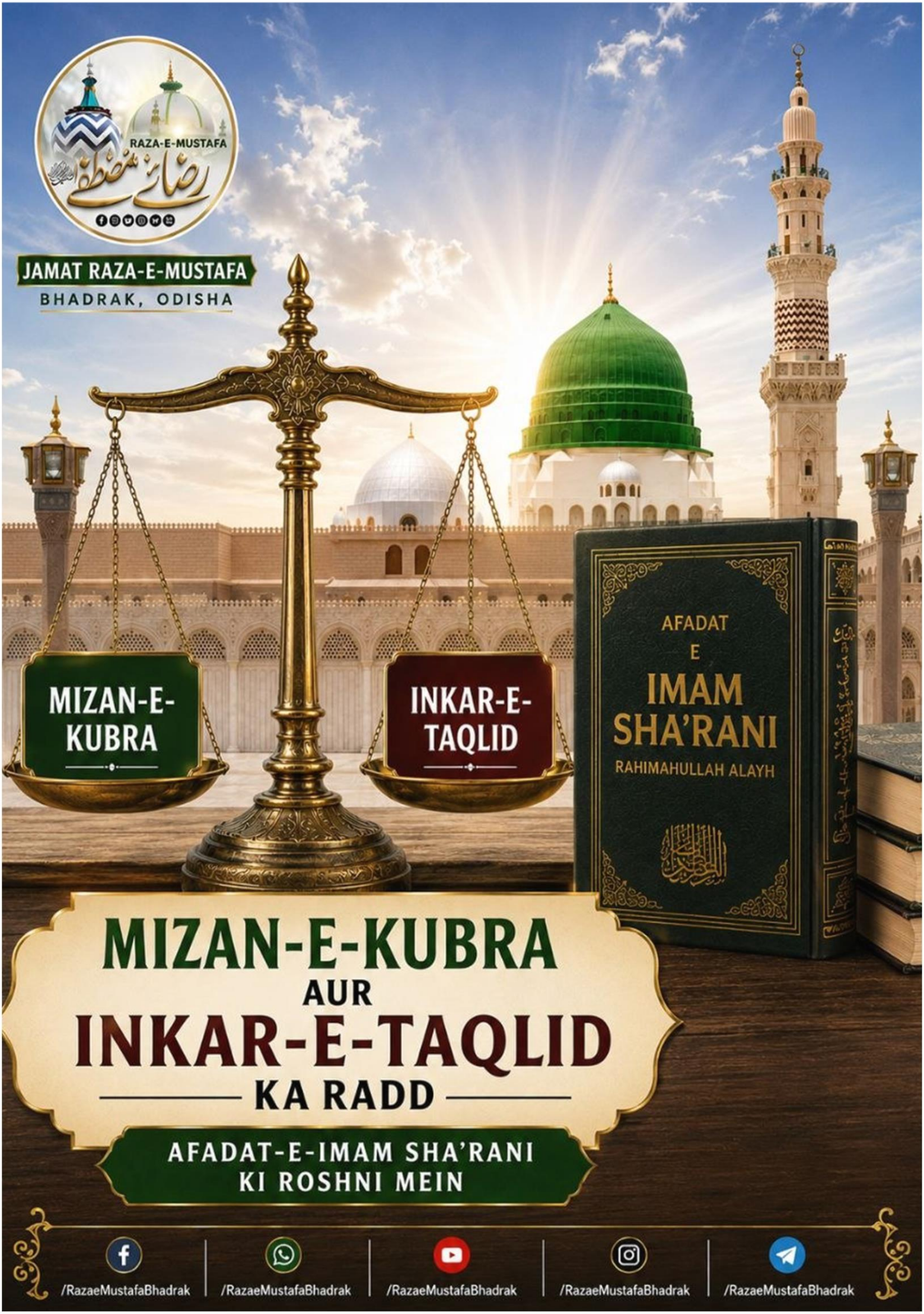
RAZA-E-MUSTAFA
رضائے مصطفےٰ
JAMAT RAZA-E-MUSTAFA
BHADRAK, ODISHA
MIZAN-E-KUBRA
INKAR-E-TAQLID
AFADAT E IMAM SHA'RANI
RAHIMAHULLAH ALAYH
MIZAN-E-KUBRA
AUR
INKAR-E-TAQLID
KA RADD
AFADAT-E-IMAM SHA'RANI KI ROSHNI MEIN
/RazaeMustafaBhadrak
/RazaeMustafaBhadrak
/RazaeMustafaBhadrak
/RazaeMustafaBhadrak
/RazaeMustafaBhadrak

سیرتِ امام عبد الوہاب شَعرانی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ

ولادت وکنیت:

آپ کی ولادت قلقشندہ (مصر) میں ہوئی۔ سنِ ولادت کے بارے میں دو قول ہیں:

897ھ اور 898ھ (راجح قول 898ھ ہے، الاعلام للزرکلی ج4 ص180)

(آپ کی کنیت ابو المواہب ہے اور بیٹے کی نسبت سے ابو عبد الرحمن بھی کہلاتے تھے۔

شجرہ نسب:

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے یوں ملتا ہے:

"عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن zوفا بن شیخ موسیٰ بن سلطان احمد بن سلطان سعید بن سلطان قاشین بن سلطان محیا بن سلطان زوفا بن ریان بن سلطان محمد بن موسیٰ بن سید محمد بن الحنفیہ بن امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔"

(لطائف المنن والاخلاق ص16)

والد گرامی:

والد شیخ شہاب الدین احمد بن علی شعرانی جید عالم اور شیخِ طریقت تھے۔ انہوں نے امام جلال الدین سیوطی سے ان کی تمام مروی روایات اور تالیفات کی اجازت آپ کے لیے حاصل کی، اس وقت آپ کی عمر دس سال سے زائد تھی۔ (آداب مرید کامل مترجم ص14)

بچپن کا ایک واقعہ:

بچپن میں والدین کا سایہ اٹھ گیا۔ آپ اپنی حفاظتِ الٰہی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

"دریائے نیل کناروں تک بہہ رہا تھا مَیں اس میں تیرتے ہوئے بہت تھک گیا تھا، قریب تھا کہ وسط دریا میں ڈوب جاتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے لیے مگر مچھ بھیج دیا جو میرے پائوں کے نیچے آ ٹھہرا، حتیٰ کہ مجھے راحت ملی، مَیں سمجھا کہ کوئی چٹان ہے دیکھتا ہوں کہ وہ پانی کے اوپر آکر تیرنے لگا پھر میرے ارد گرد تیرتے ہوئے مجھے سہارا دیتا رہا حتیٰ کہ میں ساحل تک پہنچ گیا پھر وہ واپس چلا گیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، حالانکہ اس وقت میں چھوٹا تھا اور مجھے اس کے حضور حسن معاملہ کے طریقہ کی پہچان نہ تھی پس اس نے اپنے لطف و کرم سے مجھے ہلاکت سے بچانے کے لئے ہلاک کرنے والے کے ذریعے میری حمایت فرمائی۔" (الیواقیت والجواہر مترجم ص 35)

تعلیم و حفظِ کتب:

7 یا 8 سال کی عمر میں قرآنِ کریم، "اجرومیہ" اور "ابو شجاع" حفظ کر لیں۔ 13 سال کی عمر (911ھ) میں مصر منتقل ہوئے اور جامع الغمری میں رہ کر المنہاج النووی، الفیہ ابن مالک، توضیح ابن ہشام، جمع الجوامع، الفیہ عراقی، تلخیص المفتاح، شاطبیہ اور قواعد ابن ہشام جیسی کتب کے متون حفظ کیے۔

امام عبد الرؤف المناوی آپ کی اس کرامت پر لکھتے ہیں:

"میں نے تاریخ اور طبقات کی کتب میں آج تک کسی کے حالات میں یہ نہیں دیکھا کہ کسی کو اتنی کتابیں حفظ ہوں" (الکواکب الدریہ ج3 ص392)

اساتذہ و مسلک:

جامعہ ازہر میں مصر کے تقریباً 50 مشائخ سے علوم حاصل کیے۔ مشہور اساتذہ میں شیخ امین الدین، شیخ شمس الدواخلی، النور المحلی، ملا علی عجمی، الاشمعونی اور شیخ الاسلام زکریا شامل ہیں۔ (الکواکب الدریہ ج3 ص393)

آپ کا مسلک شافعی تھا۔

ادب و تعظیم:

تلاوت، حدیث یا درس کے دوران کسی سے بات کرنی ہوتی تو دل اور زبان سے یوں اجازت طلب کرتے: "یا اللہ! اجازت ہو تو فلاں بندے سے بات کرلوں، یا رسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو فلاں شخص سے کلام کرلوں"

بیٹھے ہوئے پاؤں پھیلاتے تو اس طرف والے اولیاء اللہ سے بھی اجازت لیتے۔ فرماتے: "یہ اجازت اس مشاہدے کی بنا پر لیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ دین کے حضور حاضر ہوں۔" (الیواقیت والجواہر ص51 مترجم)

ذوقِ مطالعہ:

آپ نے کثیر کتب کا بارہا مطالعہ کیا۔ جن میں شامل ہیں:

الروض(30بار)، الام(3بار)، المختصر لابن عربی(1بار)، الحاوی اور الاحکام السلطانیہ(1،1 بار)، المحیط(1بار)، الوسیط(1بار)، شرح المہذب(50بار)، شرح مسلم(15بار)، شرح بخاری للعینی(2بار)۔

تفاسیر: تفسیر کواشی(10بار)، تفسیر ابن نقیب المقدسی 100 جلدیں(1بار)، تفسیر جلالین (30بار)، تفسیر بغوی، خازن، ابن عادل، ابن زہرہ، قرطبی اور ابن کثیر۔

اصول کلام و فتاویٰ: شرح العضد، شرح منہاج البیضاوی، المستصفی، الامالی، شرح المقاصد، شرح عقائد۔ فتاویٰ القفال، القاضی الحسین، الماوردی، ابن ابی صباغ، ابن الصلاح اور ابن السلام۔(الیواقیت والجواہر ص35مترجم)

تصانیف:

آپ کی مشہور تصانیف درجِ ذیل ہیں:

البحر المورود فی المواثیق و العہود، کشف الغمۃ عن جمیع الامہ، البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر، مشارق الانوار القدسیۃ فی بیان العہود المحمدیۃ، قواعد الصوفیہ، الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر، لطائف المنن و الاخلاق، طبقات الصوفیۃ، الجواہر والدرر الکبریت الاحمر فی بیان علوم شیخ اکبر، المیزان الکبری، تنبیہ المغترین، الکوکب الشاھق، ارشاد الطالبین، الطبقات الکبری، المنن الکبری، المنن الوسطی، القواعد الکشفیہ، عقیدہ امام الشعرانی، المقدمۃ النحویہ فی علوم العربیہ۔(الیواقیت والجواہر ص48مترجم)

بیعت و تصوف:

آپ نے حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی۔ آپ نے اپنی کتب میں علمِ تصوف کے حوالے سے زیادہ تر اپنے اسی شیخ کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔

(الانوار القدسیہ ص16 مترجم)

میزان الشریعہ الکبری اور ردِ غیر مقلدین:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکہ آرا تصنیف "المیزان الکبری" میں شریعتِ مطہرہ کے تمام احکام کو ائمہ اربعہ (فقہائے کرام) کے مذاہب کے مطابق مرتب فرمایا۔ اس کتاب میں آپ نے ثابت کیا کہ تمام ائمہِ مجتہدین کے دلائل قرآن و حدیث سے ہی ماخوذ ہیں، جس سے ائمہ کی تقلید کی حقانیت واضح ہوتی ہے اور ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو ائمہ کرام کی تقلید کا انکار کر کے خود کو غیر مقلد کہتے ہیں اور امت میں انتشار پھیلاتے ہیں۔

وفات:

ایک ماہ سے زائد علیل رہنے کے بعد 12 جمادی الاولی 973ھ بروز سوموار اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔(الانوار القدسیہ ص15 مترجم)

اللہ تعالیٰ ہمیں متقین صادقین کے نقش قدم پر چلائے ان کے صدقے ہم پر رحم فرمائے اور اپنے محبوب بندوں کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ آمین۔

ساتھ ہی ساتھ لگے ہاتھ میزان الشریعہ الکبری کے مقدمہ سے چند فصل کا خلاصہ ملاحظہ کریں:

یہ[1] امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ والرضوان کی ایک خاص کتاب ہے جو تصوف کے معارف اور شریعت کی گہرائی و گیرائی پر مشتمل ہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ کچھ تفصیل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان تمام باتوں سے تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ تمام ائمہ اربعہ کی دلیلیں شریعت کے دائرے میں گھومتی ہیں اور ہر امام دین اسلام میں اپنی جانب سے کچھ کہنے سے کلی طور پر بری ہے اور یہ بھی کہ ان کی ساری تحریریں وہ تقریریں قرآن و سنت کے اصول پر مشتمل ہیں گویا کہ وہ اقوال زریں ہوں یا اس کپڑے کی طرح جس کا تانا بانا سونے چاندی کا ہو اور ان سب کا طریقہ سیدھا جنت کی طرف جاتا ہے اور وہ سب اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ کوئی بھی شخص ان کے اقوال پر زبان دراز کرتا ہے وہ فقط اپنی یہ جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے، یہ جہالت اس بات سے کہ وہ امام کی دلیل کو جانتا نہیں ہے یا اس بات سے کہ امام کی دلیل سمجھنے کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ خاص کر ایسا شخص امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی دلیل سمجھنے سے قاصر ہے کیونکہ ہمارے ماضی و حال کے بزرگ اور سلف و خلف نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ عبادت میں تقوی میں پرہیز گاری میں حکم کے استنباط میں دقت مدارک میں بہت ہی اعلی وبلند مرتبہ پر فائز تھے کہ اس کی طرف حدیث میں اشارہ بھی ہے، اس موقع پر امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ

[1] https://archive.org/details/mizan-chaarani

میں نے کئی ایک مرتبہ اپنے شیخ علی خواص رحمہ اللہ تعالی کو فرماتے سنا کہ ہر مقلد پر یہ لازم ہے کہ وہ ائمہ اربعہ سے حسن ظن رکھے۔ اسی طرح جب کسی شافعی سے سنتے کہ وہ حدیث کی تشریح میں فرمارہے ہیں کہ یہ امام اعظم ابو حنیفہ پر رد ہے تو شیخ علی خواص فرماتے ہیں تمہاری زبان کو اللہ تعالی قطع کرے یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو اس حدیث کی خبر نہ ہوئی۔ یوں ہی میں نے اپنے شیخ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مدارک بہت ہی دقیق اور باریک تھے جن کو سمجھنا صرف اکابر اولیا کرام کا ہی کام ہے۔ نچلے درجہ کے لوگ اس مدارک تک نہیں پہنچ سکتے، اس کی مثال میں مائے مستعمل کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ کے وہ اقوال منقول ہیں جو حضرت نے فرمایا تھا کہ ماء مستعمل ناپاک ہے یعنی نجاست غلیظہ ہے دوسرا قول نجاست خفیفہ ہے اور تیسرا قول کہ طاہر ہے مطہر نہیں ہے ان سب کی تفصیل اصول فقہ وغیرہ کی کتابوں میں مل جائے گی۔

مقدمہ میں ایک فصل ہے جس میں اس بات کی تفصیل ہے کہ ائمہ کرام علیہم الرحمۃ نے امام اعظم کی کثرت علم پر شہادت دی ہے: امام شعرانی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں: میں اس فصل میں صرف حسن ظن کے طور پر کلام نہیں کروں گا جس طرح بعض لوگ کرتے ہیں بلکہ میں اپنی تلاش و جستجو اور تتبع و تدبر کے بعد یہ تفصیل کر رہا ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وہ افعال سارے کے سارے قرآن و سنت کے اصول سے مقید ہیں وہیں سے ماخوذ ہیں۔

صاحب میزان اپنے شیخ علی خواص سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہما کے مقلدین امام اعظم ابو حنیفہ کے کسی بھی قول کی تضعیف نہیں کر سکتے،

کسی بھی حکم کو ضعیف نہیں قرار دے سکتے بعد اس کے کہ وہ اپنے ائمہ سے امام اعظم ابو حنیفہ کے حق میں تعریف و توصیف سنیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر میں امام اعظم ابو حنیفہ سے مناظرہ کروں اس بات پر کہ یہ ستون ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ یہ کہیں کہ ستون سونے کا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہیں کہ وہ دلیل اور حجت کے ذریعے اپنی بات کو قائم رکھیں، ایسے ہی امام شافعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے فرماتے ہیں تمام کے تمام لوگ فقہ میں مام اعظم ابو حنیفہ کی آل و اولاد معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ جب امام اعظم ابو حنیفہ کی قبر پر صبح کی نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے قنوت کو ترک کر دیا حالانکہ وہ قنوت کے استحباب کے قائل ہیں لیکن امام کی قبر پر انہوں نے اپنی نماز میں دعائے قنوت کو ترک کر دیا تو یہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے دل میں امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کی کس قدر اہمیت و عزت تھی۔

صاحب کتاب اپنے شیخ علی خواص رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے ہر ائمہ کے مقلدین پر یہ لازم ہے کہ وہ اس شخص کی بھی تعظیم کریں جس شخص کی تعظیم و توقیر اور مدح سرائی ان کے امام نے کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے جب مذہب کا امام ہی کسی شخص کی تعریف کر رہا ہے تو اس امام کے مقلدین پر بھی یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کی تعریف کریں جب ان کا امام امام اعظم کو شریعت میں اپنی کی رائے دینے سے بری قرار دے رہا ہے تو ان کے مقلدین پر بھی یہ لازم و ضروری ہے کہ وہ اامام کو دین میں اپنی رائے دینے سے قول بالرائے سے بری قرار دایں منزہ مانیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مقلد اپنے امام کے قول کو اپنے اپ پر لازم قرار دیتا ہے اگرچہ وہ اس قول کی دلیل کو نہ جانے نہ سمجھے۔ اس کے

بعد شیخ فرماتے ہیں ہر مقلد پر یہ حرام ہے کہ وہ ایک امام کی اس طرح تعریف و توصیف اور فضیلت بیان کرے کہ دوسرے امام کی تنقیص لازم آئے۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں اس حوالے سے میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا کہ جب میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف لکھ رہا تھا تو اسی دوران ایک شخص میرے پاس آیا اس نے دیکھا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں تب اس نے اپنے تھیلے سے کچھ پرچی نکال کر دی جب میں نے اس پرچی پر نظر کی تو علم ہوا کہ اس میں امام اعظم ابو حنیفہ کارد لکھا ہوا ہے میں نے اس سے کہا کہ تمہارے جیسا انسان امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کو سمجھ رہا ہے پھر اس کارد بھی کر رہا ہے اس نے کہا یہ میں نہیں کہہ رہا یہ امام کہ فخر الدین رازی کی کتابوں سے ماخوذ ہے تب امام شعرانی فرماتے ہیں ارے امام فخر الدین رازی وہ تو امام اعظم کے سامنے ایک طالب علم ہیں اور گویا بادشاہ کے سامنے رعایا کے ایک فرد ہیں۔۔۔۔۔۔

آخر میں فرماتے ہیں اس کو یاد کر لو اور اپنی زبان کو روکے رکھو ائمہ کرام کے حق میں اور ان کے مقلدین کے حق میں اور یہ بھی جان لو کہ وہ لوگ صراط مستقیم پر قائم ہیں، تمام تعریف اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے۔

بعض لوگوں نے یہ شبہ و اعتراض کیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ قیاس کو مقدم کرتے ہیں حدیث پر قرآن پر تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

جان لو کہ اس طرح کا قول کسی متعصب اور ہٹ دھرم سے ہی واقع ہوتا ہے جو اپنی افعال و اقوال میں اتقوی کو اختیار نہیں کرتا جو اس قول سے غافل ہے خدائے تعالی فرماتا ہے :وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس قول سے بھی غافل ہے کہ لوگ جہنم میں اپنی زبان کی وجہ سے داخل ہوں گے۔

امام ابو جعفر شیز ماری رحمۃ اللہ علیہ اپنی روایت سے نقل فرماتے ہیں کہ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ میرے تعلق سے کہتے ہیں کہ میں قیاس کو حدیث پر مقدم کرتا ہوں کیا نص کے پائے جانے کے باوجود کسی قیاس کی حاجت ہے ؟۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ہم قیاس نہیں کرتے مگر سخت ضرورت کے وقت یعنی ضرورت ہوتی ہے تبھی قیاس کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں سب سے پہلے تو ہم قرآن کی طرف نظر کرتے ہیں وہاں مسئلہ نہیں ملتا تو حدیث پر نظر دوڑاتے ہیں وہاں بات واضح نہیں ہوتی تو صحابہ کرام کے فیصلے کی طرف توجہ ہوتی ہے وہاں پر بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو علت جامع کو دیکھتے ہوئے غیر منطق کو منطق پر قیاس کرتے ہیں۔اس معنی کی اور بھی تقریباً چھ روایت منقول ہیں۔

آخر میں امام ابو جعفر شیز ماری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:اس طرح کے معاملے میں صرف امام اعظم ہی خاص نہیں ہیں بلکہ دیگر ائمہ کرام بھی اسی طرح ہی کرتے ہیں یعنی پہلے قرآن پر نظر کرتے ہیں پھر حدیث پر نظر کرتے ہیں پھر صحابہ کرام کے فیصلے کو تلاش کرتے ہیں آخر میں جب کوئی بھی نص دستیاب نہ ہو تو دیگر ائمہ بھی ضرورت شدیدہ کی صورت میں

قیاس کرتے ہیں یہ ہیں استخراج احکام وہ استنباط احکام کے وہ طریقے جس سے کوئی بھی اہل علم انکار نہیں کر سکتا۔

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ہر امام فرمارہے ہیں: جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے، علامہ شیزماری نقل فرماتے ہیں میں نے تمام ائمہ کے دلائل اور احکام وغیرہ پر تلاش اور جستجو کی تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کے درمیان گنتی کے مسائل میں اختلاف ہے تو عاقل و سمجھدار وہ ہے جو ان کے مذہب پر بڑے انشراح صدر کے ساتھ عمل کرے۔

دوسری جگہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی تو امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے متعلق تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے اس کے ساتھ جاہلوں اور ان کے احوال کی پیروی چھوڑ دے، اور اے پڑھنے والے اگر تو چاہتا ہے کہ تو ان کے مذہب کی حقیقت کو اچھی طرح جانے جیسا کہ سورج دن میں روشن اور تابناک ہے تو تجھے چاہیے کہ اہل اللہ کے طریقے پر علم و اخلاص کے ساتھ چلے تو تجھے عین شریعت تک رسائی ہو جائے گی۔

مضمون کو اختتام کرتے ہوئے یہ مناسب محسوس ہوتا ہے کہ مذہب کی تبدیلی پر چند مثالیں نقل کر دی جائیں،

کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ تحول و عدول کرنے والے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کو جاتے ہیں مثلاً شافعی سے حنفی ہونا، کبھی یہ صورت ہوتی ہے کہ ایک مذہب پر پہلے سے تھے دوسرے مذہب کی طرف رجحان بنا لیکن تحقیق کے بعد پہلے مذہب پر ہی قائم رہے، مثلاً حنفی

کو شافعی ہونے کا ارادہ بنا پھر شیخ کی رہنمائی سے خود کی تلاش و جستجو اور تحقیق و تفتیش سے حنفی مذہب پر قائم رہنا۔ ارادہ تو کئی مثالوں کا تھا مگر دو صورت کی مناسبت سے صرف دو مثال تحریر کروں گا کہ وقت کی قلت ہے امتحان کی مصروفیت ہے، خدا ے تعالٰی نے توفیق دی تو تفصیل رقم کی جائے گی ان شاء اللہ تعالٰی۔

مثال اول: شافعی تھے حنفی ہو گئے

لسان المیزان میں ہے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے۔(ج ا ص ۶۲۰) تفصیل کے لیے دیکھیں "امام طحاوی نے اپنا فقہی مذہب کیوں تبدیل کیا؟"[2] تقریباً چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔

مثال دوم: حنفی تھے حنفی ہی رہے

محقق علی الاطلاق حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتابوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ حضرت کو عرب شریف میں درس کے وقت شافعی ہونے کا خیال آیا پھر کیا ہوا ان کی زبانی سنئے:

مسکین عبد الحق بن سیف الدین جو وطنا دہلوی، اصلاً بخاری، نسباً ترکی مذہبا حنفی، مشرباً صوفی اور طریقتا قادری ہے، جب حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً میں تھا اور اس نے وہاں جب مشکوۃ شریف کا درس لیا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ مذہب شافعی اختیار کرلے۔ جب میں نے اس خیال کا اظہار سیدی الشیخ عالم با عمل، منارۂ ہدایت پرہیز گاری

[2] https://t.me/faizanealahazrat/1/539229

کانور، اس استقامت کے حامل جو کرامت سے بھی بلند مرتبہ رکھتی ہے ابو المواہب صفی الدین عبد الوہاب المتقی القادري الشاذلي سے کیا تو انہوں نے پوچھا تمہیں یہ خیال کیونکر آیا؟ شاید مشکوۃ شریف پڑھنے کی بدولت ایسا ہوا ہے۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ بھئی انہوں نے صرف اپنے مذہب کے موافق احادیث تلاش کر کے نقل کی ہیں اور انہی روایات کو اپنی کتب میں بار بار نقل کرتے ہیں، حالانکہ یہاں اور احادیث بھی ہیں جو ہمارے مذہب کا اثبات کرتی ہیں۔

پھر انہوں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب بیان کرنا شروع کیے اور بتایا کہ ان کی شان تو بہت ہی بلند ہے، بقیہ ائمہ و محدثین کے مقابلے میں انہیں تقدم زمانی کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ کے اصحاب میں تابعین اور تبع تابعین کے پرہیز گار، محققین اور ماہرین فنون فقہاء اور علماء دیگر مجتہدین کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ تعداد میں شامل ہیں۔ انہوں نے ایسے پر مغز طریقے سے بیان کیا کہ میرے دل سے یہ خیال جاتا رہا۔ جب شیخ نے مجھے وطن واپس بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے کچھ عرصہ تک اپنی خدمت میں مزید رہنے کا موقع دیں، تاکہ میں اچھی طرح مذاہب اربعہ کی تحقیق کروں، بالخصوص ان دونوں ائمہ کے مذاہب کی یعنی مذہب حنفی اور مذہب شافعی کی۔ کیونکہ انہی دونوں کے درمیان زیادہ بنیادی اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ امر متحقق ہو جائے اور حق میرے سامنے ظاہر ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا: یہ موقع انشاء اللہ تعالی تمہیں وہیں ملے گا۔ آپ کی ذات کی برکت سے مشکوۃ شریف کی شرح کے دوران مجھے یہ موقع مل گیا۔ (تائید مذہب حنفی، ص:۱۵)

یہی وجہ ہے کہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان مشکوۃ کی دونوں شرح میں تائید حنفی کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے بلکہ تایید حنفی پر حضرت نے ایک مستقل کتاب[3] بھی لکھی ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہندوستان کے سب سے بڑی محدث علیہ الرحمۃ کو حنفی مذہب پر پورا پورا بھروسہ تھا کہ یہ مذہب حدیث کے زیادہ قریب ہے۔ جب سب سے بڑے محدث نے مان لیا اس کی تائید میں اپنی زندگی صرف کر دی تو مردود اہل حدیث غیر مقلد کس منہ سے احناف پر الزام لگاتے ہیں بہتان باندھتے ہیں، خدائے تعالی ظالموں کو ہدایت دے یا پھر سخت گرفت کرے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں ائمہ کرام کے مرتبہ کو صحیح سے جاننے کی توفیق عطا فرمائے ان سے کامل حسن ظن رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے، ان کے فیوض وبرکات سے مستفید و مستفیض کرے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

[3] https://t.me/faizanealahazrat/1/526220

ملاحظہ: اس مضمون کے ترتیب میں وائس ٹائپنگ سے مدد لی گئی ہے یوں کہ عربی نسخہ مطبوعہ دار التقوی دمشق، شام کو دیکھ کر اردو ترجمہ رواں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

میزان الشریعہ الکبری کے مقدمہ سے چند فصل کا خلاصہ